بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاء الحق و زھق الباطل إن الباطل کان زھوقا

فتح مبین

﴿یوم الفرقان﴾

از

توحید أحمد نظامی جمداوی

معلم

دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی یوپی انڈیا

پن:272002

ناشر مجلس ثقافت و معارف تنظیم طلبۂ دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی یو پی انڈیا

Scanned by CamScanner

ہجرت سے انیس ماہ بعد رمضان کی بارہ تاریخ ہفتہ کا دن تھا، رسول کریم ﷺ نے ابوسفیان کی ملک شام (سیریا) سے واپسی کی خبر سنی تو آپ نے ارشاد فرمایا:

''یا معشر المسلمین! یہ قریش کا قافلہ ہے، اس میں ان کے مختلف قسم کے مال ہیں۔ پس ان کی طرف نکلو۔ شاید اللہ تمہیں اس میں سے کچھ مال غنیمت دلا دے''۔

مؤرخوں نے لکھا ہے کہ رسول کریم ﷺ کا یہ فرمان چند وجوہ کا حامل تھا جس میں ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ربیع الاول دو ہجری میں ''کرز بن جابر'' نے مدینہ منورہ کے مویشیوں پر ڈاکہ ڈالا، خبر ملتے ہی رسول کریم ﷺ نے ستر سپاہیوں کا دستہ ساتھ لے کر تعاقب کیا۔

کرز بن جابر اگرچہ بچ گیا مگر اس تعاقب سے یہ مفید اثر ظاہر ہوا کہ مدینہ بہرحال ایک متحرک قوت ہے۔ کرز بن جابر الفہری کی ڈاکہ زنی مدینہ منورہ کے لئے قطعی طور پر ایک جنگی چیلنج تھا کیونکہ کوئی بھی زندہ و بیدار قوم اپنے حدود میں غیروں کی ایسی مجرمانہ مداخلت کو جنگ کے ہم معنی سمجھے بغیر نہیں رہ سکتی۔

مدینہ پر چڑھائی کے لئے قریش کے سامنے تین بڑے مسائل تھے ایک بنی کنانہ کے تعاون کا حصول دوسرے جنگجو سپاہیوں کی فراہمی اور تیسرے جنگی مصارف کا بندوبست۔

تیسرے مسئلہ کا حل یہ نکالا گیا کہ قریش کا جو تجارتی قافلہ اپنے موسم پر شام جا رہا ہے تھا اس کے سامنے مکہ والوں نے اپنا زیادہ سے زیادہ سرمایہ لا کر ڈھیر کر دیا غیر تاجر عورتوں تک نے اپنے زیورات اور اندوختے لا کر جمع کر دیئے۔ خود ابوسفیان کا قول ہے کہ:

:''مکہ کے قریش مرد و زن میں سے کوئی ایسا نہ تھا کہ جس نے اس موقع پر حصہ نہ لیا ہو''

مؤرخین نے لکھا ہے کہ اس قافلے میں پچاس ہزار سنہری اشرفیوں کی سرمایہ کاری کی گئی تھی۔ مدعا یہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ سرمایہ لگا کر زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کیا جائے اور اس آمدنی کے بل پر جنگی مہم بھیج کر ریاست خداداد کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے۔

تاریخ کے مطابق اس تدبیر کے اختیار کرنے کے معنی یہ تھے کہ قریش کا یہ قافلہ تجارت کے بجائے خود جنگی کاروائی کا دیباچہ تھا۔ یوں کہئے کہ اسلامی تحریک کا گلا کاٹنے کے لئے یہ قافلہ سونے کا خنجر لینے نکلا تھا۔

حالات ایسے ہوں تو کون سی مہذب ترین حکومت آج بھی ملحقہ شاہراہوں، پانیوں اور فضاؤں سے حریف سلطنت کو گزر جانے کا موقع دے سکتی ہے؟

ہوائی جہاز مار گرائے جاتے ہیں، بحری جہازوں کو پکڑ کیا جاتا ہے یا تارپیڈو کر دیا جاتا ہے، سرمائے ضبط کر لئے جاتے ہیں، ڈاک روک دی جاتی ہے، تجارتی مبادلہ ختم ہو جاتا ہے آخر مدینہ ہی کی ریاست کے لئے یہ انوکھا تقاضا کیوں وضع کر لیا گیا کہ اسے حریف کو اپنے سینے پر مونگ دلنے کی کھلی چھوٹ دیئے رکھنی چاہئے تھی اور اگر نہیں دی تو اس کی مزاحمتی کاروائیوں کو لوٹ مار کی مہموں کا نام کیوں دیا جاتا ہے۔

رسول کریم ﷺ کی اس دعوت پر چند حضرات ہمراہ ہو گئے اور کچھ حضرات پیچھے رہ گئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ صحابہ کرام کو یہ گمان بھی نہ تھا کہ جنگ تک نوبت آئے گی۔ ان حضرات نے یہی خیال کیا کہ قافلہ کے ساتھ چالیس کے لگ بھگ محافظوں کا دستہ ہے ان کو دبوچ لینا کوئی ایسا کام نہیں جس کے لئے سب مسلمانوں کا ساتھ جانا ضروری ہو۔

Scanned by CamScanner

اس کے علاوہ رسول کریم ﷺ نے بھی سب کو اس مہم میں شریک ہونے کا حکم نہیں فرمایا تھا۔ رسول کریم ﷺ کا ارشاد تھا کہ جس کی سواری حاضر ہے وہ تو سوار ہو جائے اور ہمارے ساتھ چلے اور جن کی سواریاں وہاں موجود نہ تھیں بلکہ ان کی چراگاہوں یا زرعی فارموں میں تھیں رسول کریم علیہ التحیۃ والثناء نے ان کا انتظار نہ فرمایا۔

★★★

ادھر ابوسفیان نے شام جاتے ہوئے بھی مدینہ کی فضا کو سونگھنے کی کوشش کی تھی اور واپسی پر وہ بہت ہی پھونک پھونک کر قدم رکھ رہا تھا۔ مؤرخوں کے مطابق ابوسفیان نے اپنے قافلہ کو بدر کے درے میں گزرنے سے پہلے ہی ایک مقام پر ٹھہرا دیا اور تن تنہا بدر کے قریہ میں چلا گیا۔

''کیا تم نے کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی یا کوئی بات نہیں سنی جس سے یہ گمان ہو کہ یہاں کوئی بڑی فوج ہے؟''-ابوسفیان نے قریہ بدر کے ایک سردار سے پوچھا-''نہیں اے قریش کے سردار!''-اس سردار نے کہا-''ایسی کوئی چیز میرے دیکھنے میں نہیں آئی اور نہ ہی سننے میں جس سے یہ گمان ہو کہ کوئی بڑی فوج تمہارے مقابلے کے لئے آئی ہوئی ہے۔ البتہ ابھی تھوڑی دیر پہلے دو بدوی یہاں سے اونٹوں پر گزرے ہیں''-سردار نے کچھ سوچتے ہوئے کہا-''انہوں نے پانی پیا اور چلے گئے۔ اس کے سوا کوئی نئی چیز میرے علاقے سے نہیں گزری''۔

''خدا کی قسم!''-ابوسفیان نے اونٹوں کی مینگنیوں کو دیکھ کر کہا-''اس کے اندر گھاس نہیں کھجور کی گٹھلی ہے۔ یہ مقامی اونٹ سوار نہیں یہ مدینے کے اونٹ ہیں''-قدرے توقف کے بعد ابوسفیان نے منتشر لہجے میں یہ الفاظ دہرائے-''مدینے ہی میں کھجور کی گٹھلیاں مل سکتی ہیں''۔

تاریخ نویسوں نے لکھا ہے کہ ابوسفیان بھاگتا ہوا اپنے کارواں میں پہونچا اور تھکے ہوئے قافلے کو آرام کا موقع نہ دے کر آگے بڑھ گیا اور ''ضمضم بن عمرو'' نامی ایک شخص کو فوجی مدد لانے کے لئے بیس مثقال سونا بطور اجرت دے کر مکہ بھیج دیا۔

★★★

مشہور و معروف مؤرخ و سیرت نگار ابن ہشام لکھتے ہیں کہ ضمضم بن عمرو کے مکہ پہونچنے سے تین دن پہلے عاتکہ بنت عبدالمطلب نے عباس بن عبدالمطلب کو بلوایا اور ایک پریشان کن خواب بیان کیا۔

''بھائی جان!''-عاتکہ بنت عبدالمطلب نے کہا-''خدا کی قسم! آج رات میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے پریشان کر رکھا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ آپ کی قوم پر کوئی مصیبت نہ آ جائے، اس لئے جو کچھ میں آپ سے بیان کروں آپ اسے مخفی رکھیں''-عاتکہ نے غم زدہ لہجے میں کہا-''میں نے ایک سوار کو ''ابطح'' کی وادی میں کھڑا ہوا دیکھا ہے جو بلند آواز سے چلا کر کہہ رہا ہے: ''سنو اے بے وفاؤ! اپنے بچھڑنے کی جگہوں پر تین دن کے اندر جنگ کے لئے نکل جاؤ''

''بھائی جان!''-عاتکہ عباس بن عبدالمطلب سے مخاطب ہوئی-''پھر اونٹ اسے لئے ہوئے ''ابوقبیس'' پر نمودار ہوا اور اسی طرح چلایا اور ایک چٹان کو لڑھکا دیا''۔

''خدا کی قسم!''-عاتکہ نے خوفزدہ انداز میں کہا-''جب وہ لڑھکتی ہوئی پہاڑ کے دامن میں پہونچی تو ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اور مکہ کے گھروں میں سے کوئی گھر اور احاطہ باقی نہ رہا کہ اس چٹان کا کوئی نہ کوئی ٹکڑا اس میں نہ گیا ہو''۔ حضرت عباس خواب سن کر پریشان ہوگئے اور اسے پوشیدہ رکھنے کی تلقین کی اور وہاں سے رخصت ہوگئے۔

مؤرخ ابن ہشام لکھتے ہیں کہ عباس بن عبدالمطلب نے یہ خواب ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے بیان کر دیا اور اسے پوشیدہ

Scanned by CamScanner

رکھنے کی تاکید بھی کی مگر ولید نے اپنے باپ سے بتادیا اس طرح یکے بعد دیگرے ہوتے ہوتے یہ خواب پورے مکہ میں مشہور ہو گیا یہانتک کی قریش کی مجلسوں میں جا بجا اس کا چرچہ ہونے لگا۔

''اے ابوالفضل!''۔صبح کی وقت ابوجہل نے حضرت عباس سے کہا۔''طواف سے فارغ ہوکر ذرا ہمارے پاس تو آنا''۔

''کیا بات ہے ابوالحکم!''۔حضرت عباس نے طواف سے فراغت کے بعد ابوجہل سے پوچھا۔''ابن عباس''۔ابوجہل نے حضرت عباس سے طنز کرتے ہوئے کہا۔''تم میں یہ نبیہ کب سے پیدا ہوئی ہے؟''

''ابوالحکم!''۔حضرت عباس نے گرجدار آواز میں کہا۔''صاف صاف بات کرو کیا کہنا چاہتے ہو؟''

''میں اس خواب کی بات کر رہا ہوں جو عاتکہ نے دیکھا ہے''۔ابوجہل نے کہا۔''کیا تمہیں یہ بات کافی نہ تھی کہ تم میں سے مردوں نے نبوت کا دعوی کر دیا تھا۔اب تو تمہاری عورتیں بھی نبوت کا دعوی کرنے لگیں۔

عاتکہ نے دعویٰ کیا ہے کہ تین روز کے اندر جنگ کی غرض سے نکلنے کے لئے اس سے کہا گیا ہے۔ہم بھی ان دنوں کا انتظار کریں گیا اور اے ابن عباس!''۔ابوجہل نے عباس بن عبدالمطلب کو دھمکاتے ہوئے کہا۔''اگر تین دن گزر گئے اور یہ بات سچ نہ نکلی تو ہم تمہارے متعلق ایک نوشتہ لکھ رکھیں گے کہ تم لوگ حرم والوں میں سب سے زیادہ جھوٹے خاندان کے ہو''۔

''ابوالحکم!''۔عباس بن عبدالمطلب نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔''عاتکہ نے کچھ نہیں دیکھا ہے''۔ایک روایت میں ہے کہ حضرت عباس نے غصہ سے اسے کہا۔''اے بزدل! جھوٹ تجھ میں ہے یا تیرے خاندان میں''۔

مؤرخوں نے لکھا ہے کہ کہ اتنی گفتگو کے بعد وہ ایک دوسرے سے جدا ہو گئے مگر شام کے وقت بنی عبدالمطلب کی عورتیں حضرت عباس کو کوسنے لگیں۔

''عباس!''۔بنی عبدالمطلب کی ایک عورت نے غصہ میں جل بھل کر کہا۔''وہ بدکار خبیث تمہارے مردوں پر نکتہ چینی کرتے کرتے عورتوں تک پہونچ گیا اور تم سنتے رہے؟ افسوس عباس! تم نے جو کچھ سنا اس سے بھی تمہیں غیرت نہیں آئی؟''

''خدا کی قسم!''۔عباس بن عبدالمطلب نے عورتوں کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔''میں نے اسے کوئی تفصیلی جواب نہیں دیا۔میں اس سے تعرض کروں گا اور اگر اس نے دوبارہ اس قسم کی باتیں کیں تو ضرور میں تمہاری طرف سے اس کا پورا تدارک کروں گا''۔

تاریخ نویسوں نے لکھا ہے کہ عاتکہ کے خواب کے تیسرے دن صبح کے وقت ضمضم بن عمروالغفاری ''بطحی'' کی وادی سے چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا:

''اے گروہ قریش! تمہارے سامان والے اونٹ۔محمد اور اس کے ساتھی گھاٹ میں بیٹھے ہوئے ہیں تمہارا مال جو ابوسفیان کے ساتھ ہے اسے بچاؤ، فریاد، فریاد''۔

اس خبر کا سننا تھا کہ مکہ میں تہلکہ مچ گیا ابوجہل جو عاتکہ کے خواب پر طنز کر رہا تھا اور بنی عبدالمطلب کو دھمکی دیتے ہوئے نہیں تھک رہا تھا اس وقت اسے کچھ یاد نہیں رہ گیا اور اہل مکہ جنگ کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔

''کیا محمد اور اس کے ساتھی اس قافلے کو بھی ابن الحضرمی کے قافلے کی طرح سمجھ رہے ہیں؟'' مکہ کے در و دیوار سے آواز اٹھ رہی تھی۔''لات و منات کی قسم! ان پر بہت جلد واضح ہو جائے گا کہ ایسا نہیں ہو سکتا''۔

مشہور و معروف تاریخ دانوں نے لکھا ہے قریش اس وقت دو گروہ میں بٹ گئے کچھ تو جنگ کے لئے نکل کھڑے ہوئے اور کچھ اپنے بجائے کسی دوسرے شخص کو جانے کے لئے ابھارنے لگے۔

Scanned by CamScanner

مؤرخ ابن ہشام کے مطابق قریش کے تمام سردار سوائے ابولہب کے کوئی بھی مکہ میں نہ رہا۔ ابولہب کے بارے میں مؤرخوں نے لکھا ہے کہ اس نے لشکر میں شریک ہونے سے انکار کر دیا۔ البتہ عاص بن ہشام کو اپنی جگہ بھیج دیا۔ تاریخ کے مطابق ابولہب نے العاص کو ایک پیشکش کی:

''العاص!'' - ابولہب نے کہا تھا- ''تو میرے چار ہزار درہم مت دے، مجھے معلوم ہے کہ تو مفلس ہے۔ لہذا رقم کے عوض اس جنگ میں میری جگہ تو چلا جا''۔ اس طرح ابولہب اس جنگ میں جانے سے بچ گیا۔

وقائع نگاروں نے امیہ بن خلف کے بارے میں لکھا ہے کہ اس نے بھی گھر میں بیٹھ رہنے کا ارادہ کر لیا تھا مگر عتبہ بن معیط نے ایک کانگڑی میں انگارے رکھ کر اس میں بخور ڈالے اور امیہ بن خلف سے طنزیہ انداز میں کہا: ''محترمہ! دھونی لیں آپ مرد نہیں عورت ہیں''۔

''عتبہ'' - امیہ بن خلف نے غصہ سے پھنکارتے ہوئے کہا- عزیٰ تجھے بدصورت بنائے اور جو کام تو نے کیا ہے اسے بھی بدنما بنادے''۔ ابن ہشام اور دوسرے مؤرخوں کے مطابق اس طنز کی وجہ سے امیہ بھی تیار ہو کر دوسروں کے ساتھ نکل کھڑا ہوا۔

★★★

اب ہم آپ کو مدینہ لے چلتے ہیں جہاں اللہ کا محبوب اپنے قدسی صفات تین صد تیرہ صحابہ کے ساتھ مدینہ منورہ سے روانہ ہو رہا ہے۔

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے عبداللہ بن ام مکتوم کو نماز پڑھانے کے لئے اپنی جگہ امام مقرر فرمایا۔ اسلامی لشکر جب ''روحاء'' کے مقام پر پہنچا تو حضور ﷺ نے حضرت ابولبابہ ؓ کو واپس مدینہ بھیج دیا تاکہ وہ حضور کی واپسی تک نیابت کے فرائض انجام دیں۔

لشکر اسلام کا پرچم جو سفید رنگ کا تھا حضرت مصعب بن عمیر کو ارزانی فرمایا رسول کریم ﷺ کے آگے آگے دو اور جھنڈے لہرا رہے تھے ایک پرچم سیدنا علی مرتضی کے دست مبارک میں تھا۔ اس پرچم کا نام ''عقاب'' تھا اور دوسرا پرچم ابن ہشام کی رائے کے مطابق حضرت سعد بن معاذ کے پاس تھا۔ لیکن بعض اصحاب سیر نے حضرت حباب بن منذر کو انصار کا علمبردار کہا ہے۔

مؤرخ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے لشکر کے ساقہ پر قیس بن ابی صعصعہ کو امیر مقرر فرمایا جو بنو نجار کے بنی ماذن قبیلہ سے تھے اور میمنہ پر سعد بن خیثمہ کو، میسرہ پر مقداد بن اسود کو امیر مقرر فرمایا۔

جب لشکر اسلام روانہ ہونے لگا تو رسول کریم ﷺ نے حکم دیا کہ جن اونٹوں کے گلے میں گھنٹیاں ہیں انہیں کاٹ دیا جائے اس کا مقصد یہ تھا کہ لشکر کی رازداری برقرار رکھی جاسکے۔

رسول کریم ﷺ مدینہ سے روانہ ہو کر پہلا پڑاؤ مدینہ سے ایک میل دور ''بئرابی عِنَبہ مرج الظبیہ'' کے مقام پر کیا اور لشکر کا جائزہ لیا جو کم عمر بچے تھے ان کو واپس بھیج دیا۔ عبداللہ بن عمر، اسامہ بن زید، رافع بن خدیج، براء بن عازب، اسید بن حضیر، زید بن ارقم اور زید بن ثابت الانصاری کو واپس جانے کا حکم دیا۔

امام یوسف الصالحی لکھتے ہیں کہ عمیر بن ابی وقاص جب ملاحظہ کے لئے پیش ہوئے اور رسول کریم ﷺ نے انہیں کمسن ہونے کی وجہ سے واپس جانے کا حکم دیا تو وہ رو پڑے ان کے جذبے جہاد کو دیکھ کر رسول کریم ﷺ کو ترس آ گیا اور انہیں ساتھ چلنے کی اجازت دے دی۔

رسول کریم ﷺ ذفران کے پاس پڑاؤ کئے ہوئے تھے کہ آپ کو اطلاع ملی کی قریش اپنے قافلے کی حفاظت کے لئے نکل

Scanned by CamScanner

پڑے ہیں۔آپ ﷺ نے لوگوں سے مشورہ کیا اور قریش کے متعلق انہیں بتایا۔

''اے اللہ کے پیارے رسول!''۔مقداد بن عمرو نے کہا۔''اللہ تعالیٰ آپ کو جو کام مناسب بتائے وہ کیجئے ہم آپ کے ساتھ ہیں''۔''خدا کی قسم!''۔مقداد بن عمرو نے پرجوش لہجے میں کہا۔''ہم آپ سے وہ نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے اپنے نبی سے کہا تھا کہ آپ اور آپ کا پروردگار دونوں مل کر جنگ کریں اور ہم یہاں بیٹھے ہیں۔قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپ ہمیں ''برک الغماد'' تک بھی لے چلیں تو ہم آپ کے ساتھ جائیں گے''۔

''لوگو!''۔رسول کریم ﷺ نے دوبارہ ارشاد فرمایا۔''مجھے مشورہ دو''۔

''یارسول اللہ!''۔سعد بن معاذ نے عرض کی۔''خدا کی قسم! شاید آپ ہم سے خطاب فرما رہے ہیں؟''

''ہاں سعد!''۔رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔''اے اللہ کے رسول!''۔حضرت سعد عرض گذار ہوئے۔''بے شک ہم آپ پر ایمان لاچکے ہیں ہم نے آپ کی تصدیق کی اور گواہی دی کہ آپ نے جو چیز ہمارے سامنے پیش فرمائی ہے وہ حق ہے''۔

''اے اللہ کے رسول!''۔سعد بن معاذ نے عرض کی۔''اس پر ہم آپ کو قول دے چکے ہیں اور آپ کی فرمانبرداری واطاعت پر مستحکم وعدے کر چکے ہیں اس لئے یارسول اللہ! آپ جہاں چاہیں تشریف لے چلیں ہم آپ کے ساتھ ہیں''۔

''اس ذات کی قسم!''۔سعد بن معاذ نے ولولہ انگیز لہجے میں کہا۔''جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا اگر آپ سمندر بھی ہمارے سامنے لے آئیں اور اس میں داخل ہوں تو ہم آپ کے ساتھ داخل ہو جائیں گے اور ہمارا ایک بھی شخص پیچھے نہیں ہٹے گا۔

''ہم اس بات کو ناپسند نہیں کرتے کہ کل ہمیں اپنے ساتھ دشمن کے مقابل لیجائیں۔ہم جنگ کرنے کے لئے بڑے مضبوط اور مقابلے میں کامل ہیں۔امید ہے کہ اللہ رب العزت ہماری جانب سے آپ کو ایسے کارنامے دکھائے گا جن سے آپ مطمئن ہو جائیں گے''۔

''سعد!''۔رسول کریم ﷺ نے حضرت سعد کے ان پاکیزہ اور مجاہدانہ جذبات کو سن کر ارشاد فرمایا۔''روانہ ہو جاؤ تمہیں خوش خبری ہو اللہ نے مجھے دو گروہوں میں سے ایک گروہ کا وعدہ فرمایا ہے''۔''خدا کی قسم!''۔رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔''اس وقت گویا میں ان لوگوں کے بچھڑنے کے مقامات کو دیکھ رہا ہوں''۔

اس تقریر کے بعد رسول کریم ﷺ نے ذفران سے کوچ فرمایا اور ''الاصافر'' پہاڑ میں سے ہوتے ہوئے ''الدبہ'' نامی بستی سے گزر کر ''الحنان'' جو ایک بڑے ٹیلے کی طرح تھا سیدھی جانب چھوڑ کر بدر کے قریب نزول فرمایا۔

شام کے وقت علی ابن ابی طالب، زبیر بن العوام اور سعد بن ابی وقاص کو ایک جماعت کے ساتھ بدر کے چشمے کی جانب مخبری کے لئے بھیجا۔

ان حضرات نے ایک گروہ کو جا دبوچا جس میں بنی الحجاج کے غلام اسلم اور بنی العاص کے غلام یسار عریض تھے۔

مسلمان ان سے قریش کے بارے میں پوچھ گچھ کرنے لگے۔

''مسلمانو!''۔ان غلاموں نے بیک زبان ہو کر کہا۔''ہم قریش کے پانی لے جانے والے ہیں، انہوں نے ہمیں پانی لانے کی خدمت سپرد کی ہے''۔

مسلمانوں نے ان کی باتوں پر یقین نہیں کیا وہ یہ سمجھے کہ یہ ابوسفیان کے ملازم ہیں اس لئے انہیں زدوکوب کرنے لگے

''ہاں!''۔ان دونوں غلاموں نے کہا۔''ہم ابوسفیان کے ملازم ہیں''۔

Scanned by CamScanner

انہوں نے اقرار کرلیا تو سرکشی دستے نے ان کو رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں لا کھڑا کیا۔ رسول کریم ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر ارشاد فرمایا:

''مسلمانو! جب ان دونوں نے تم سے سچ کہا تو تم نے انہیں زدوکوب کیا اور جب انہوں نے جھوٹ بولا تو انہیں چھوڑ دیا۔ خدا کی قسم! پہلے انہوں نے سچ کہا تھا۔ تم دونوں مجھے قریش سے متعلق کچھ بتاؤ''۔ رسول کریم ﷺ نے ان دونوں کی طرف روئے سخن کیا۔ ''اے مسلمانوں کے نبی!''۔ ان دونوں نے کہا۔ ''قریش اس وقت عقنقل ٹیلے کے پیچھے ہیں''۔

''ان کی تعداد کتنی ہے''۔ رسول کریم ﷺ نے دریافت کیا۔ مؤرخوں نے لکھا ہے کہ وہ قریش کی تعداد نہ بتا سکے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ پوچھا کہ وہ روزانہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں تو انہوں نے نو دس اونٹ کی تعداد بیان کی تو رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ نو سو اور ایک ہزار کے درمیان ہیں۔

مؤرخ ابن ہشام الحمیری بیان کرتے ہیں کہ اس موقع پر رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مسلمانو! اہل مکہ نے تمہارے مقابلے کے لئے اپنے جگر کے ٹکڑے ڈال دیئے ہیں''۔

★★★

قریش کا قافلہ مسلمانوں کی زد سے نکل گیا تھا ابوسفیان نے قیس بن امرؤالقیس کو مکہ روانہ کر دیا کہ تمہیں آنے کہ ضرورت نہیں میں بچ گیا ہوں۔

جب ابوسفیان کا قاصد پیغام لے کر پہنچا تو کفار کا لشکر ''جحفہ'' کے مقام پر خیمہ زن تھا۔ (جحفہ مکہ سے تین چار میل کی مسافت پر ہے) اس نے پیغام لشکر کے سپہ سالار ابوجہل کو پہنچا دیا۔

''اے اہالیان مکہ!''۔ اس فرعون مزاج قریشی نے ابوسفیان کے مشورہ کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے کہا۔ ''ایسے دشمن کا خاتمہ کر دینا چاہئے ورنہ آج نہیں تو کل پرسوں ہمیں نقصان ضرور پہنچائے گا۔ ہم کافی جمعیت کے ساتھ نکلے ہیں اور ہم میں یہ قوت ہے کہ اس خطرے کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیں......''۔

''ابوالحکم!''۔ اخنس بن شریق نے ابوجہل کو ٹوکتے ہوئے کہا۔ ''جنگ کی بات نہ کرو اور اے بنی زہرہ! اللہ نے تمہارے مال کو بچا لیا ہے اور تمہارے دوست مخرمہ بن نوفل بھی بچ گیا ہے۔ تم تو صرف اسے اور مال بچانے نکلے تھے اگر کوئی بزدلی کا الزام لگائے تو مجھ پر لگائے اور لوٹ چلو اور اے بنی زہرہ!''۔ اخنس بن شریق نے اپنے قبیلے والوں کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ ''ایسا نہ کرو جیسا کہ یہ اباالحکم کہتا ہے''۔

تاریخی شواہد کے مطابق بنی زہرہ نے اخنس کی بات مان لی اور واپس چلے گئے اسی طرح بنی عدی بن کعب کا کوئی شخص اس جنگ میں شریک نہیں ہوا۔

حضرت ابوطالب کے بیٹے طالب بھی اس لشکر میں شریک تھے ان کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ اثنائے سفر کسی قریشی کے ساتھ ان کی گفتگو ہوئی اس قریشی نے طالب کو کہا کہ:

''بخدا! اے بنی ہاشم بظاہر اگرچہ تم ہمارے ساتھ ہو لیکن تمہاری ہمدردیاں محمد (ﷺ) کے ساتھ ہیں''۔ یہ بات سن کر طالب کو بہت غصہ آیا اور اپنے کئی دوستوں کے ساتھ وہ بھی واپس مکہ لوٹ گئے۔

★★★

تاریخ کے مطالعہ سے ایک شخص عمرو بن وہب الجمحی کے بارے میں پتہ چلتا ہے جس نے مسلمانوں کی قریش کے لئے جاسوسی کی تھی اس نے قریش کو بتایا کہ مسلمان تعداد میں تین سو سے کچھ زیادہ یا کچھ کم ہیں۔

Scanned by CamScanner

''مگر اے لوگو!'' ۔عمرو بن وہب نے مکہ والوں کو آگاہ کرتے ہوئے کہا۔''میں نے دیکھا ہے کہ بلائیں موتوں کو اٹھائے لا رہی ہیں۔ مدینہ کی اونٹنیوں پر موتیں دھری ہیں۔ان لوگوں کے لئے بجز ان کی تلوار کے نہ کوئی حفاظت کا سامان ہے اور نہ ہی کوئی پناہ گاہ ہے۔

میں تو یہی خیال کرتا ہوں کہ ان کا کوئی شخص تمہارے کسی شخص کو قتل کئے بغیر قتل نہ ہوگا جب وہ لوگ اپنی تعداد کے برابر تمہیں ختم کر دیں گے پھر جینے میں کیا لطف باقی رہ جائے گا۔ میں نے تمہیں اپنی رائے بتا دی ہے اب جس طرح تم مناسب سمجھتے ہو کرو''۔

''سبل الھدی والرشاد'' میں امام یوسف الصالحی الشامی لکھتے ہیں کہ عمرو بن وہب کے جائزے کے بعد کفار نے مسلمانوں کی طاقت کا اندازہ لگانے کے لئے ابوسلمہ الجشمی نامی ایک شخص کو بھیجا جو گھوڑے پر سوار ہو کر مسلمانوں کے لشکر میں پھرا اور واپس آ کر رپورٹ پیش کی کہ:

''بخدا! میں نے نہ ان کے پاس کوئی قوت و طاقت دیکھی ہے، نہ اسلحہ کے انبار، نہ گھڑ سواروں کے دستے ،لیکن میں نے ایک ایسی قوم دیکھی ہے جو اپنے گھر والوں کی طرف لوٹنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔

ایسی قوم جس نے اپنی جان کی بازی لگا دی ہے ان کے پاس ان کی تلواروں کے سوا کوئی قوت اور جائے پناہ نہیں۔ان کی آنکھیں نیلگوں ہیں گویا وہ کنکریاں ہیں چمڑے کی ڈھال کے نیچے۔میں نے اپنی رائے سے تمہیں آگاہ کر دیا اب جیسے تم مناسب سمجھو کرو''۔

تاریخ کے مطابق جب حکیم بن حزام نے یہ سنا تو لوگوں میں گھومنے لگا۔''ابو ولید!'' ۔حکیم بن حزام نے کہا۔''تو قریش کا سردار ہے یہ سب تیری بات مانتے ہیں۔کیا تجھے اس بات سے کچھ رغبت ہے کہ ہمیشہ ان میں تیرا ذکر رہے؟''

''ابن حزام!'' ۔عتبہ چونک پڑا۔''تم کیا کہنا چاہتے ہو؟''

''اے عتبہ! تو سب کو لے کر مکہ لوٹ جا''۔

''ابن حزام! ٹھیک ہے میں اپنے اثر و رسوخ کا استعمال کرتا ہوں مگر تو ابن الحنظلیہ (ابوجہل) کے پاس جا، کیونکہ مجھے اس کے سوا کسی اور سے لوگوں میں پھوٹ ڈالنے کا ڈر نہیں''۔

تاریخ بتاتی ہے کہ عتبہ نے قریش کو واپس لوٹنے پر متحد کر دیا۔''اے گروہ قریش!'' ۔عتبہ نے کہا۔''تم محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھیوں سے مقابلہ کر کے کیا حاصل کرو گے؟ اگر تم لوگوں نے انہیں مار ڈالا تو ہمیشہ ایک شخص دوسرے کی صورت دیکھنے سے اس لئے کراہت کرے گا کہ اس نے اپنے چچیرے بھائی یا خالہ زاد بھائی یا اس کے خاندان کے کسی شخص کو مار ڈالا ہے۔لہٰذا پلٹ چلو اور محمد کو سارے عرب کے مقابلے چھوڑ دو اگر عربوں نے اسے ختم کر دیا تو یہ وہی بات ہے جو تم چاہتے ہو، اگر اس کے سوا کوئی صورت پیش آئی تو اس کے سامنے یہ حقیقت ہوگی کہ جو سلوک اس سے تم کرنا چاہتے تھے وہ نہ کیا''۔

''ابوالحکم!'' ۔حکیم نے ابوجہل کو مخاطب کیا۔''عتبہ نے مجھے تیرے پاس پیام دے کر بھیجا ہے کہ ہمیں لوٹ جانا چاہئے......''۔

''عزیٰ کی قسم!'' ۔ ابوجہل نے چیخ کر کہا۔''جب سے عتبہ نے محمد اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا ہے اس کا سینہ اور پھیپھڑا پھول گیا ہے۔نہیں، ابن حزام! ۔ابوجہل نے غصہ میں پھنکارتے ہوئے گویا ہوا۔''جب تک ہم میں اور محمد میں اللہ فیصلہ نہ کر دے ہم واپس نہ ہونگے''۔

''ابوالحکم!'' ۔حکیم نے مصالحانہ روش اختیار کرتے ہوئے کہا۔''عتبہ نے جو کچھ کہا ہے اس وجہ سے کہا ہے کہ اس نے

Scanned by CamScanner

دیکھ لیا ہے محمد اور اس کے ساتھی ایک ذبح کیا ہوا اونٹ کھاتے ہیں انہیں میں عتبہ کا بیٹا بھی ہے وہ تم سے اس کے متعلق خوف زدہ ہے''۔

تاریخ نویسوں نے لکھا ہے کہ ابو جہل نے عامر بن الحضرمی جو عتبہ کا حلیف تھا اس کے پاس پیغام بھیجا کہ یہ تیرا حلیف لوگوں کو لے کر لوٹ جانا چاہتا ہے جبکہ تیرے بھائی کے خون کا بدلہ تیری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اٹھ قریش سے ایفائے عہد کا مطالبہ کرا اور اپنے بھائی کا خون انہیں یاد دلا۔

غرض عامر الحضرمی اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے قریش سے موجودہ حالات وضاحت سے بیان کئے اور زمانہ جاہلیت کی رسم کے مطابق پیچھے سے اپنی چادر اٹھا دی اور پھر چلا کر ہائے عمرو، ہائے عمرو کہنے لگا اس کا اثر یہ ہوا کہ یہ معاملہ سلجھنے کے قابل نہ رہ گیا۔

''بزدل''۔ جب ابو جہل کی شر انگیزیوں کی خبر عتبہ کو ہوئی تو اس نے غصہ میں پھنکارتے ہوئے کہا۔ ''بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ کس کا سینہ اور پھیپھڑا پھولا ہے میرا یا خود اس کا؟''

مشہور و معروف تاریخ نویس ابن ہشام لکھتے ہیں کہ عتبہ نے سر پر پہنے کے لئے خود کی تلاش کی۔ چونکہ اس کا سر بہت بڑا تھا لشکر بھر میں کوئی ایسا خود نہ مل سکا جس میں اس کا سر سما سکے۔ جب اس نے یہ حالت دیکھی تو سر پر ایک چادر لپیٹ لی اور جنگ کے لئے نکل پڑا۔

★★★

اس دور کی جنگوں کے مطابق مکہ والوں کی طرف سے اسود بن عبدالاسود المخزومی آگے آیا اور اس نے مسلمانوں کو انفرادی مقابلے کے لئے للکارا: ''میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ یا تو میں مسلمانوں کے حوض سے پانی پیوں گا یا اسے توڑ ڈالوں گا یا اس کے لئے مر جاؤں گا''۔

''میں ہوں تیرے مقابلے میں آنے والا''۔ حضرت حمزہ ؓ آگے بڑھے اور للکارا۔ ''آگے آ اور مقابلہ کر''۔

جب دونوں مقابل ہوئے تو حضرت حمزہ نے اس پر ایسا وار کیا کہ اس کی ٹانگ پنڈلی کے درمیان سے کٹ گئی وہ ابھی حوض تک پہنچا بھی نہ تھا کہ پیٹھ کے بل گرا۔ اس کے پاؤں سے خون کی دھاریاں اس کے ساتھیوں کی طرف تیزی سے بہہ رہی تھیں۔

مؤرخ ابن اسحاق کے مطابق وہ اپنی قسم پوری کرنا چاہتا تھا وہ رینگتا ہوا حوض کی طرف چلا اور اس میں جا پڑا حضرت حمزہ بھی اس کے پیچھے گئے اور حوض ہی میں اس پر وار کر کے واصل جہنم کر دیا۔

اس کے بعد مکہ والوں کی طرف سے تین لوگ اور آگے آئے۔ ''کون ہے ہمارے مقابلے میں آنے والا۔ خدا کی قسم! ہم اپنے مقتول کا بدلہ لیں گے''۔ ان تینوں میں سے ایک نے للکارا۔

''ہم ہیں تمہارے مقابلے میں آنے والے''۔ مسلمانوں کی صفوں کی طرف سے ایک آواز گونجی، اور حارث کے دونوں بیٹے عوف و معوذ اور عبدالرحمن بن رواحہ نکلے۔

''تم کون ہو اپنا نام پکارو''۔ عتبہ اور اس کے ساتھیوں نے کہا۔ ''ہم انصار ہیں''۔ مسلمانوں نے برق کی مانند گرج کر کہا۔

''اے محمد!''۔ عتبہ کے ساتھیوں میں سے ایک نے پکار کر کہا۔ ''ہماری قوم میں سے ایسے لوگ بھیج جو ہمارے ہمسر ہوں''۔

''ابو عبیدہ!''۔ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''تم اٹھو، حمزہ تم اٹھو، علی تم اٹھو''۔

''لات کی قسم! اب ہمارے مقابل شریف ہیں''۔

Scanned by CamScanner

حضرت ابوعبیدہ عتبہ بن ربیعہ سے برسر جنگ ہوئے اور حضرت حمزہ شیبہ بن ربیعہ سے۔ جبکہ حضرت علی ولید بن عتبہ سے مصروف حرب ہوئے۔

حضرت حمزہ نے شیبہ بن ربیعہ کو مہلت بھی نہ دی اور قتل کر دیا اور حضرت علی نے ولید بن عتبہ کو کیفر کردار تک پہونچا دیا۔ حضرت ابوعبیدہ چونکہ ان میں سب سے زیادہ سن رسیدہ تھے انہوں نے عتبہ پر اور عتبہ نے آپ پر دو وار کئے۔ دونوں کے دونوں وار خطرناک ثابت ہوئے، ان دونوں واروں نے اپنے مدمقابل کو بیٹھا دیا حضرت حمزہ اور حضرت علی نے عتبہ پر حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا اور حضرت ابوعبیدہ کو شدید زخمی حالت میں اٹھایا اور رسول کریم ﷺ جہاں کھڑے تھے وہاں لا کر لٹا دیا۔

''یا رسول اللہ''۔ حضرت ابوعبیدہ نے اپنا رخسار رسول کریم ﷺ کے بابرکت قدموں پہ رکھ کر عرض کیا۔ ''اگر ابوطالب مجھے اس حالت میں دیکھ لیتے تو انہیں پتہ چل جاتا کہ ان کے اس اشعار کا حقدار میں ہوں:

كذبتم وبيت الله نبذى محمداً ولما نطاعن حوله ونناضل

''اے مشرکو! خانہ خدا کی قسم! تم جھوٹ بول رہے ہو جب تم یہ کہتے ہو کہ ہم محمد کو چھوڑ دیں گے اور اس کے اردگرد تیروں اور نیزوں سے جنگ نہیں کریں گے۔

ونسكمه حتى نصرع حوله ونذهل عن انباء ناوالحلائل

''سن لو ہم انہیں تمہارے حوالے نہیں کریں گے جب تک ہماری لاشوں کے ڈھیر ان کے آس پاس نہ لگ جائیں ہم ان کے دفاع میں اپنے بیٹوں اور بیویوں سے بھی بے پروا ہو جائیں گے''۔

اپنے جاں بلب عاشق کا یہ نعرہ مستانہ سن کر رسول کریم ﷺ نے اسے مژدہ سنایا: ''**اشهدانک شهيد**'' (میں گواہی دیتا ہوں کہ تو شہید ہے)۔

★★★

دوبدو مقابلے کے بعد دونوں طرف کے لشکر آگے بڑھے رسول کریم ﷺ نے صحابہ کو تاکید فرما رکھی تھی کہ جب تک آپ حکم نہ دیں حملہ نہ کیا جائے اور اگر اہل مکہ گھیر لیں تو اپنی مدافعت کے لئے ان پر تیر برساتے رہو۔

رسول کریم ﷺ نے مسلمانوں کو یہ تاکید فرما کر ان کی صفیں درست کیں اور سائبان کی طرف مراجعت فرمائی اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔

''یا اللہ!''۔ رسول کریم ﷺ نے اپنے پروردگار کی بارگاہ بے کس پناہ میں انتہائی تضرع کے ساتھ دعا مانگی۔ ''اگر آج تو نے اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر تیری پرستش نہ کی جائے گی''۔

''یا رسول اللہ!''۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا۔ ''دعاؤں میں کمی فرمائیں اللہ رب العزت نے آپ سے جو کچھ وعدہ فرمایا ہے اسے ضرور پورا فرمائے گا''۔

رسول کریم ﷺ سائبان میں تھے کہ آپ کے سر مبارک کو ایک جنبش ہوئی۔ ''ابوبکر!''۔ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''خوش ہو جاؤ کہ تمہارے پاس اللہ عزوجل کی امداد آ گئی، یہ جبرائیل ہیں گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے اسے کھینچ رہے ہیں اور اس کے سامنے کے دانتوں پر غبار ہے''۔

★★★

اس وقت تک مسلمانوں کی طرف سے دو شخص ''مہجع'' جو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے اور حارثہ بن سراقہ جو بنی عدی بن النجار کے ایک فرد تھے تیر لگنے کی وجہ سے شہید ہو چکے تھے۔

Scanned by CamScanner

''اس ذات کی قسم!''۔ رسول کریم ﷺ عریش سے اپنے صحابہ کے پاس تشریف لے آئے اور انہیں کفار کے ساتھ جہاد کے لئے برانگیختہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔''جس کے دست قدرت میں محمد کی جان ہے۔ آج جو بھی ان لوگوں سے جنگ کرے گا اور صبر سے ثواب سمجھ کر قتل ہو جائے گا، آگے بڑھتا ہوا ہوگا، پیٹھ پھیرنے والا نہ ہوگا تو اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا''۔

بنی سلمہ کے عمیر بن الحمام جو اس وقت کھجوریں کھا رہے تھے انہوں نے جب اس اعلان کو سنا تو آپ نے کھجوریں پھینک کر تلوار اٹھالی اور جنگ کرتے ہوئے شرف شہادت سے مشرف ہو گئے۔

حضرت عوف بن الحارث نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا۔''یا رسول اللہ ﷺ! پروردگار کو اپنے بندے کی کون سی بات خوش کرتی ہے؟''

''ابن حارث!''۔ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔''جب وہ بندہ بے زرہ ہو اور اپنا ہاتھ دشمن کے خون میں ڈبو دے''۔ عوف بن الحارث نے زرہ پہن رکھی تھی وہ اتار کر پھینک دی تلوار لی اور جنگ کرنے لگے حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔

★★★

''جن جنگوں میں بار بار معرکے ہوتے رہتے ہیں''۔ ابوجہل یہ رجز پڑھتے ہوئے مسلمانوں سے نبرد آزماں تھا۔''ایسی جنگیں مجھ سے انتقام نہیں لے سکتیں۔ میں اونٹ کا دو سالہ پٹھا اور تیز دانتوں والا ہوں۔ میری ماں نے مجھ کو ایسے ہی کاموں کے لئے جنا ہے''۔

معاذ بن عمرو جو ابوجہل کے تاک میں تھے انہوں نے جب یہ سنا کہ ابوجہل تک پہونچنا آسان نہیں ہے تو انہوں نے اسی ہی اپنا مقصود بنالیا ان کا بیان ہے کہ:

''میں نے یہ بات سنی کہ ابوجہل تک پہونچنا آسان نہیں ہے تو میں نے اسے اپنا ہدف مقرر کیا، اور اس کی جانب پہونچنے کا ارادہ بنالیا۔

جب وہ میری دسترس میں آ گیا تو اس پر حملہ کر دیا اور ایک ایسا وار کیا کہ اس کی ٹانگ آدھی پنڈلی کے پاس سے اڑا دی۔ خدا کی قسم! جب وہ اڑی تو مجھے معلوم ہوا جیسے کوئی کھجور کی گٹھلی گٹھلیوں کے کچلنے والے پتھر کے نیچے سے اس وقت اڑتی ہے جب اس پر پتھر کی ضرب پڑتی ہے۔

اس کے بیٹے عکرمہ نے میرے کندھے پر ایک وار کیا تو میرا ایک ہاتھ کٹ گیا اور میرے بازو کی کھال سے لٹکنے لگا اس سبب سے جنگ میرے لئے دشوار ہو گئی اور میں دن بھر اسی حالت میں لڑتا رہا کہ ہاتھ پیچھے کھینچے پھرتا تھا۔ جب وہ میرے لئے تکلیف کا باعث ہو گیا تو اس پر پاؤں رکھا اور اسے کھینچا اور نکال کر پھینک دیا''۔

ادھر ابوجہل کے پاس سے معوذ بن عفراء گزرے اس وقت ابوجہل لنگڑا پڑا ہوا تھا انہوں نے اس پر وار کیا اور زمیں بوس کر دیا۔ آپ اسے وہیں چھوڑ کر دوسرے کافروں سے مصروف جنگ ہوئے۔ ابوجہل کا ابھی جانکنی کا وقت تھا کہ عبداللہ بن مسعود آ پہونچے۔

''اے دشمن خدا''۔ عبداللہ بن مسعود نے اس کے گردن پر پاؤں رکھ کر کہا۔''کیا اللہ نے تجھے رسوا نہیں کیا''۔

''ابن مسعود''۔ ابوجہل کہا۔''مجھے کس بات نے ذلیل و رسوا کیا ہے؟ کیا تم نے مجھ سے بڑے درجے والے کو قتل کیا ہے؟ اچھا یہ تو بتاؤ کہ آج گردش زمانہ کس کے موافق ہے؟''

''اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ''۔ یہ کہہ کر حضرت عبداللہ بن مسعود نے ابوجہل کا سر کاٹ لیا اور رسول کریم ﷺ کے قدموں میں لا ڈالا۔

Scanned by CamScanner

''لوگو!'' ۔رسول کریم ﷺ نے ابو جہل کا سر دیکھ کر ارشاد فرمایا۔''اللہ کی ہی وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں''۔

★★★

مجاہدین اسلام غزوہ بدر میں وقوع پذیر ہونے والے چشم دید حالات بیان کرتے ہیں کہ بسا اوقات ہم کسی کافر پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھتے تو ہم دیکھتے کہ ہماری تلوار کے پہنچنے سے پہلے اس کا سر کٹ کر دور جا گرتا۔

علامہ ابن کثیر اپنی سیرت کی کتاب میں رقمطراز ہیں کہ ابلیس جو سراقہ بن مالک کی شکل میں اپنے غنڈوں کی امداد کے لئے مصروف پیکار تھا۔اس کی نظر جب ملائکہ کے دستوں پر پڑی تو چیخ اٹھا۔اس کے اوسان خطا ہو گئے،اور وہاں سے بھاگنے میں عافیت سمجھی۔

حارث بن ہشام نے جب اسے بھاگتے ہوئے دیکھا تو اسے پکڑ لیا اور کہا:''اے سراقہ!ہمیں جنگ میں دھکیل کر اب کدھر بھاگتے ہو''۔

اس نے سمجھا کہ یہ سراقہ بن مالک ہے۔ابلیس نے اسے گھونسہ رسید کیا اور اپنا دامن چھڑا کر رفو چکر ہو گیا وہ کہتا جا رہا تھا:

﴿إني أرىٰ مالا ترون إني أخاف الله والله شديد العقاب﴾.[۸/۴۸]

''میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے ہو۔میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے''۔

مشرکین نے جب دیکھا کہ ان کا سرگرم معاون میدان جنگ سے بھاگ نکلا ہے تو ان کے حوصلے پست ہونے لگے

۔علامہ پیر کرم شاہ ازہری اپنی مشہور زمانہ تصنیف ''ضیاء النبی'' میں ''سبل الھدی'' کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

''لوگو!'' ۔ابو جہل بھاگا بھاگا اپنے فوجیوں کے پاس آیا اور اس نے ملوکانہ انداز میں کہنے لگا۔''سراقہ کے بھاگ جانے سے تم پست ہمت مت ہو،اس نے تو پہلے ہی مسلمانوں سے ساز باز کر رکھی تھی کہ وہ عین حالت جنگ میں بھاگ کھڑا ہو گا اس طرح دوسرے بھی بھاگنے لگیں گے وہ چلا گیا تو اچھا ہوا۔خس کم جہاں پاک۔

''لات وعزیٰ کی قسم!''۔ابو جہل نے اپنی چنگاڑتی اور غصے میں شعلے برساتی ہوئی آواز میں کہا۔''ہم یہاں سے نہیں لوٹیں گے یہاں تک کہ ہم محمد اور اس کے ساتھیوں کو ان پہاڑوں میں منتشر نہ کر دیں۔تم ان میں سے کسی آدمی کو قتل نہ کرنا بلکہ ان کو گرفتار کر کے رسیوں سے باندھ دینا تاکہ انہوں نے تم سے تعلق توڑ کر اور اپنے خداؤں لات اور عزیٰ سے منہ موڑ کر جو فحش غلطی کی ہے اس پر ندامت کا اظہار کریں''۔ابو جہل کی اس انگیخت پر مشرکین کے جوش و خروش میں اضافہ ہو گیا۔وہ بڑھ چڑھ کر مسلمانوں کی صفوں پر حملے کرنے لگے۔

''اے میرے پروردگار!''۔رسول کریم ﷺ نے کفار کا جوش و خروش دیکھا تو آپ نے بارگاہ رب العزت میں دست دعا بلند کی۔''جان بازوں کا یہ گروہ اگر ہلاک ہو گیا تو پھر اس زمین پر تیری عبادت کبھی نہیں کی جائے گی''۔

''اے اللہ کے پیارے رسول!''۔فوراً حضرت جبرائیل امین حاضر خدمت ہوئے اور عرض گذار ہوئے۔''ایک مٹھی بھر مٹی لے کر ان ظالموں کی طرف پھینکئے''۔

سرور دو عالم ﷺ نے ایسا ہی کیا اور ارشاد فرمایا:''اے اللہ ان کے چہروں کو بگاڑ دے،ان کے دلوں کو مرعوب کر دے اور ان کے قدم ڈگمانے لگیں''۔

چشم زدن میں جنگ کا پانسہ پلٹ گیا،مشرکین شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ رہے تھے۔زرہوں کو بوجھ سمجھ کر انہیں اتار اتار کر پھینکے جا رہے تھے اور مسلمان شیروں کی طرح ان پر حملے کر رہے تھے۔کسی کو تہ تیغ کر کے واصل جہنم کر رہے تھے کسی کو اسیر کر کے رسیوں سے جکڑ رہے تھے۔ملائکہ بھی مسلمانوں کے دوش بدوش کفار کو بے دریغ قتل کرنے میں مصروف تھے۔

Scanned by CamScanner

حضرت عمر فرماتے ہیں کہ جب کفار میدان جنگ سے بھاگ رہے تھے تو میں نے نبی رسول کریم ﷺ کو دیکھا کہ دست مبارک میں تلوار ہے اسے لہرا رہے ہیں اور کفار کا تعاقب فرما رہے ہیں اور زبان ترجمان سے یہ آیت تلاوت کر رہے ہیں:

''عنقریب پسپا ہوگی یہ جماعت اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ لیکن ان کے وعدے کا وقت روز قیامت ہے اور قیامت بڑی خوفناک اور تلخ ہے''۔

[قمر:٤٥،٤٦].

صبح کے وقت لڑائی شروع ہوئی اور زوال آفتاب تک جاری رہی جب سورج ڈھلنے لگا تو کفار کے قدم اکھڑ گئے اور انہوں نے راہ فرار اختیار کی۔ اس طرح فرزندان توحید نے اپنے رسول کی معیت میں تاریخ اسلام کا درخشاں باب لکھ ڈالا۔ بلکہ یہ باب کفار کے ہاتھوں کفار کے خون سے لکھوادیا۔

تاریخ اسلام کا یہ وہ پہلا معرکہ ہے جب اسلام اور کفر، حق اور باطل، سچ اور جھوٹ کی پہلی ٹکر ہوئی۔ اس معرکہ میں فرزندان توحید کی تعداد لشکر کفار کی تعداد سے ایک تہائی تھی اور اسلحہ کے اعتبار سے بظاہر بہت کمزور تھے۔ جزیرہ عرب کا اجتماعی ماحول سراسران کے خلاف تھا انتہائی خوش فہمی کے باوجود اسلام کے غلبہ اور فتح مند ہونے کی پیش گوئی نہیں کی جاسکتی تھی۔

کفر بڑے کروفر کے ساتھ حق کے بے سروسامانی سے نبرد آزما ہونے کے لئے تین گنی فوج لے کر بڑے غرور رعونت سے میدان میں آیا تھا۔ لیکن اسے ایسی فیصلہ کن ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا جس نے اس کی کمر توڑ دی۔ پھر اسے کبھی ہمت نہ ہوئی کہ وہ اس شان سے حق کو للکار سکے۔

★★★

جنگ کے بعد رسول کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق مقتولین کو گڑھے میں ڈال دیا گیا امیہ بن خلف کی لاش چونکہ زرہ میں پھول گئی تھی جب اسے اٹھانے لگے تو اس کے جوڑ الگ ہو گئے چنانچہ اسے اسی حالت میں چھوڑ دیا گیا اور اوپر سے مٹی ڈال کر لاش چھپادی گئی۔

حضرت ابوطلحہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب جنگ میں فتح یاب ہوتے تو تین دن وہیں قیام فرماتے اور متعلقہ امور کا تصفیہ فرماتے۔ بدر میں بھی حضور نے تین روز قیام فرمایا تیسرے دن حکم دیا کہ ناقہ پر پالان کسا جائے۔

پھر حضور رسول کریم ﷺ چل پڑے صحابہ کرام پیچھے پیچھے روانہ ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ رات کا وقت تھا حضور چل کے اس کنوئیں کے پاس آئے جس میں کفار قریش کی لاشیں ڈالی گئی تھیں۔ کنوئیں کی منڈیر کے پاس کھڑے ہو کر ندا دی:

''اے گڑھے والو! اے عتبہ بن ربیعہ! اور اے شیبہ بن ربیعہ! اور اے امیہ بن خلف! اور اے ابوجہل بن ہشام! اور جتنے اس گڑھے میں تھے سب کا نام شمار فرمایا تمہارے پروردگار نے جو تم سے وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے سچا پایا؟ مجھ سے میرے پروردگار نے جو کچھ وعدہ فرمایا تھا میں نے اسے سچا پایا ہے''۔

''یارسول اللہ!''۔ مسلمانوں نے عرض کیا۔ ''کیا آپ ایسے لوگوں کو پکارتے ہیں جو سڑ گل گئے؟''

''لوگو!''۔ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں لیکن یہ لوگ مجھے جواب دینے کی قدرت نہیں رکھتے''۔

بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس روز جو کچھ ارشاد فرمایا وہ یہ تھا: ''اے گڑھے والو! تم اپنے نبی کے لئے اس کی قوم کے برے لوگ تھے۔ تم نے مجھے جھٹلایا دوسرے لوگوں نے میری تصدیق کی۔ تم نے مجھے گھر سے نکالا۔ دوسرے لوگوں نے مجھے پناہ دی اور تم نے مجھ سے جنگ کی۔ دوسرے لوگوں نے مدد کی''۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا۔ ''تمہارے

Scanned by CamScanner

پروردگار نے جو تم سے وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے سچا پایا؟"

★★★

مال غنیمت جمع کرنے کے بعد رسول کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ کو العالیہ (مدینہ منورہ کا بالائی حصہ) اور حضرت زید بن حارثہ کو السافلہ (مدینہ منورہ کا نشیبی حصہ) میں فتح کی خوش خبری سنانے کے لئے روانہ فرمایا۔

تاریخ نویسوں کے مطابق یہودی سردار کعب بن اشرف نے جب فتح بدر کی خبر سنی تو چیخ اٹھا:

"آج زمین کا پیٹ ہمارے لئے اس کی پیٹھ سے بہتر ہے"

وہ چند لوگوں کو لے کر مکہ جا پہونچا اور اہل مکہ کو جوش دلانے اور مسلمانوں سے شکست کا بدلہ لینے کی تلقین کرنے لگا۔ اس دوران اس نے اپنی شاعری کا ہتھیار خوب استعمال کیا۔ اس نے ایک مرثیہ میں کہا:

بدر کی چکی نے تمہارے جوانوں کا خون پیس ڈالا۔

بدر کے واقعات پر خوب روؤ، چیخو اور خون بہاؤ۔

تمہارے جوانوں کی گردنیں کٹ کٹ کر گرتی رہیں۔

حیران مت ہو کہ تمہارے شہزادوں کی لاشیں بدر میں پڑی ہیں۔

کیسے حسین، جری، شجیع جوان تھے وہ۔

جو بے گھر لوگوں کی پناہ گاہ تھے، کٹ مرے۔

کاش جب وہ قتل ہوئے زمین پھٹ جاتی۔ اور تمہارے بچوں کو نگل جاتی۔

اور وہ جو اس خبر کو پھیلانے آئے تھے نیزوں پر چڑھائے جاتے۔

مؤرخوں کے مطابق کعب بن اشرف اور دوسرے یہودیوں نے کفار مکہ کو مسلسل غزوۂ بدر کے نقصانات کے انتقام کی ترغیب دیتے رہے بالآخر جنگ احد کا واقعہ پیش آیا۔

☆☆☆

تمت

☆☆☆

توحید احمد نظامی جمداوی

۲۸/رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ

☆☆☆

Scanned by CamScanner

بخدمت ...... جناب محمد پرویز صاحب

جشن دستار عالمیت

بفیض روحانی
مبلغ اسلام حضرت علامہ
عبدالعلیم صدیقی
میرٹھی ثم مدنی

زیر سرپرستی
حضور خطیب البراہین
حضرت صوفی **نظام الدین** صاحب قبلہ
شیخ حدیث دار العلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا

بفضل رب ذوالمنن

بکرم شاہ زمن بطفیل پنجتن میرا قلب مسرت
سے سرشار ہوا یعنی

۲۶/اپریل ۲۰۰۸ء مطابق ۱۹/ربیع الثانی بروز سنیچر

میرے فرزند ارجمند

توحید احمد نظامی علیمی

کو علماء و مشائخ کے مقدس ہاتھوں نیابت رسول کا تاج زریں رکھا جائے گا۔

جس میں آپ کی شرکت باعث انبساط ہوگی۔

شرکاء مسرت
جملہ احباء واقرباء

زینت جشن
جملہ اساتذہ

الداعی: جناب عبید الرحمٰن خان جمداشاہی بستی یوپی

مادر علمی: دار العلوم علیمیہ جمداشاہی، بستی، یوپی، الھند

Scanned by CamScanner